نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ کی صدارت میں [illegible] فروری ۱۹۶۶ء کے اجلاس منعقدہ لاہور میں عائلی قوانین کی منسوخی کے بارہ میں موجودہ حکومت کی سرد مہری اور مسلمانانِ پاکستان کے مسلسل مطالبوں کو نظر انداز کرنے کے بارہ میں ان الفاظ سے ایک قرارداد منظور کی ہے ۔ " جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان کا یہ اجلاس انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے ۔ کہ موجودہ حکومت نے عائلی قوانین نافذ کر کے قرآن پاک کے احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھکرایا ہے ۔ پھر قومی اسمبلی میں علماء کرام کے مشورہ سے اس میں ترمیم کرنے اور صدارتی انتخاب کے دوران پورے زور سے ان کو بلکہ تمام قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے وعدے کیئے گئے گذشتہ صوبائی اسمبلی نے تقریباً متفقہ طور پر ان قوانین کو منسوخ کرنے کی سفارش کی سنٹرل اسمبلی نے ترمیمات کے لئے سب کمیٹی مقرر کی جس نے ترمیمات کا مسودہ بھی تیار کیا ۔ اس کے بعد ان کو اسلامی مشاورتی کونسل کے نام ٹالا گیا ۔ اب حکومت نے ان پر عملدرآمد کرانے پر زور دیا ہے ۔"

قرارداد میں آگے چل کر خاندانی منصوبہ بندی ۔ رقص و سرود ۔ عریانی اور بے حیائی کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی نیز حج جیسے اسلامی شعار پر پابندی لگا کر مسلمانوں کے جذبات و احساسات کا خون کرنے پر شدید افسوس کا اظہار کیا گیا ہے ۔ ملک بھر کے علماء کرام کے اس نمائندہ اجلاس میں اسلامی ریسرچ و تحقیق کے نام پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور غلام احمد پرویز جیسے الحاد زدہ افراد کی سرپرستی میں اسلام کے قطعی احکام اور نصوص کیساتھ تلاعب و تحریف پر شدید رنج و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے ۔ اور حکومت کو واضح الفاظ میں کہا گیا ہے ۔ کہ پاکستان کی مسلم اکثریت کے جذبات کو اسلام کو بازیچۂ اطفال بنانے والے ان روشن خیال " محققین " کے تحریف اور دست برد سے بچایا جائے ۔ اور دیگر تمام مفاسد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ عائلی قوانین کو فی الفور منسوخ کر دیا جائے ۔

جمعیۃ العلماء اسلام کی یہ قرارداد نہ صرف ملک کے علماء و مشائخ کے جذبات کی مظہر ہے ۔ بلکہ اس کی ہر شق میں پاکستان کی مسلم قوم کے احساسات اور تقاضوں کی ترجمانی کی گئی ہے ۔ جہاں تک عائلی قوانین کا تعلق ہے ۔ اس کے نفاذ سے لیکر اب تک چند مغربیت زدہ تجدد یافتہ افراد اور فیشن زدہ خواتین کو چھوڑ کر

ملک کی اکثریت نے مسلسل بلا لحاظ مسلک و فرقہ متفقہ طور پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ملک کے ان تمام علماء نے جو اپنے رسول کے وارث اور علوم کتاب و سنت کے حامل و محافظ ہیں۔ تحریر و تقریر سے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے اس کی ایک ایک شق کو مداخلت فی الدین قرآن کے قطعی نصوص کی تحریف سنت نبوی اور تعامل امت کے منافی ایک چیلنج ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن کریم اور پیغمبر اسلام کے پیش کردہ لائحہ حیات اور نظام تہذیب و تمدن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی دینی اور علمی حلقہ میں اس کے بارہ میں دو رائیں نہیں پائی جاتیں یہاں تک کہ اس کے بارہ میں مسلمانوں کے جذبات کی شدت کا احساس خود صدر پاکستان بھی کر چکے ہیں۔ جنہوں نے صدارتی انتخابات کے دوران بارہا بھرے جلسوں میں اس پر نظر ثانی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہنوز اس وعدہ کے ایفاء سے گریز ہو رہا ہے۔ آخر کب تک ایک اسلامی ملک میں اسلامی رعایا پر ایک ایسی چیز ٹھونسی جائے گی جسے نہ ان کا تمدن اور معاشرہ قبول کر سکتا ہے اور نہ ان کی مشرقی روایات اور جس کا نہ قرآن کریم اجازت دیتا ہے۔ اور نہ حدیث رسول اور نہ اس پر ملک کی مادی بقا، ترقی و استحکام اور کسی اہم مسئلہ کا دار و مدار ہے۔ سوائے اس کے کہ چند یورپ زدہ خواتین کی دلجوئی ہو، اور انہیں اخلاقی انارکی کی کھلی چھٹی مل جائے۔ اور حقوق نسواں کے نام پر عورتوں کو اسلام کے جائز اور صحیح حقوق سے بھی محروم کر دیا جائے۔ کیا اچھا ہوتا کہ عائلی قوانین کے اجراء و تنفیذ کی یہ کوششیں عورتوں کو صحیح اسلامی حقوق دلواتے اور ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ و نظام کی استواری پر صرف ہوتیں اور اسی طرح یہ ملک اس کے خدا کی رحمتوں اور خوشنودیوں سے مالا مال ہو جاتا۔ دوسری طرف ہم اس اخلاقی زوال اور کردار کی تباہی امن و سکون کی بربادی کا نشانہ بھی نہ بنتے جس کا شکار آسمانی تعلیمات سے باغی اور سرکش یورپ ہے کہ ایسے ہی نام نہاد اصلاحی دفعات و قوانین ان کی اخلاقی موت اور خودکشی کا باعث بن رہے ہیں۔ اور جس کی طرف تیزی سے ہمارا معاشرہ رواں دواں ہے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کی اس قرارداد کی پرزور تائید کرتے ہوئے ہم صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب سے ملک و ملت کے نام پر ایک بار پھر یہ التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت و بقا کے نام پر عائلی قوانین پر نظر ثانی کریں۔ اور ان تمام غیر شرعی منصوبوں اور مفسدانہ سرگرمیوں پر پابندی لگا دیں۔ جو نہ صرف انکی عزت و وقار بلکہ ایک اسلامی جمہوریہ کی عظمت و تقدس کیلئے ایک بدنما داغ ہیں۔ مسلمان قوم کی کامیابی و فلاح صرف ان احکام و قوانین پر منحصر ہے جنہیں ان کے خالق خدائے حکیم و علیم نے متعین کیا ہے۔

جمعیۃ العلماء اسلام کے اسی اجلاس میں ناظم عمومی جمعیۃ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے پچھلی جنگ کے دوران جمعیۃ العلماء کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ علماء کی اس جماعت نے ملک میں حکام سے مکمل تعاون کر کے دفاعی فنڈ کے لئے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے میں حصہ لیا علماء نے مقامی طور پر حکومت کے دفاعی فنڈ کیلئے تمام ذرائع اثر و رسوخ استعمال کئے اسی طرح مرکزی

جمعیۃ العلماء نے کئی لاکھ کی خطیر رقم حکومت کو پیش کی جس کا باقاعدہ حساب موجود ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً پچاس ہزار کی تعداد میں کپڑے بستر ے اور ضروری اشیاء مہاجرین میں تقسیم کئے گئے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں دورے کر کے علماء نے کام کیا۔ یہ ایک جھلک ہے ملک کے اس طبقہ کی صرف ایک جماعت کی جن کو علماء کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس نے پشاور اور دور دراز سرحدی قبائل سے لیکر مشرقی پاکستان کی دور افتادہ بستیوں تک مسلمانوں کو جہاد جہاد کے نام سے جھنجھوڑا اور محراب اسٹیج ریڈیو سے لیکر خلوت وجلوت، محفل ومجلس تک پوری قوم میں جہاد و سرفروشی کی آگ لگا دی۔ خدائے رب العالمین کے وعدہ ہائے فتح ونصرت! [illegible] کی شکست و بربادی کے یقین سے قوم کے سینوں کو معمور کیا۔ جہاد وشہادت کے فضائل بیان کر کے قوم میں والہانہ قربانی اور جانسپاری کے ولولے پیدا کئے اور یہ جو کچھ کیا گیا۔ اپنا فرض دینی دنیا کی سعادت جان کر کیا نہ کسی داد و دہش کی امید اور نہ کسی سے تحسین وآفرین کی توقع کہ ان اجری الا علی رب العلمین خواہ اس کا نمونہ "بڈبارہ" کے شہید امام مسجد نے پیش کیا یا ملک کی لاکھوں مساجد کے ائمہ وخطیب حضرات نے منبر ومحراب اور اعلاء اسلام کے اونچے اونچے مظہر میناروں سے یا جنگ کے ہر میدان کارزار میں فوجوں کی دینی امامت و رہبری کی شکل میں۔

اسلام وجہاد کے نام پر حاصل کی گئی فتح وکامرانی کے بعد ایک اسلامی جمہوریہ میں دینی قیادت و رہبری رکھنے والے علماء مشائخ کو اس کا کیا صلہ دیا گیا اور کون سا تمغہ ——— جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے آج تک جہاد کی اس کامیابی وکامرانی کے سلسلہ میں اس طبقہ کی خدمات کا بھولے سے بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اور نہ ان کی بے لوث خدمات جلیلہ کو چند کلمات تحسین سے سراہا گیا۔ کجا یہ کہ مجموعی یا انفرادی طور پر ان حضرات کو کوئی تمغہ یا کریڈٹ دیا گیا ہو۔ جب کہ اس باب میں ارباب اقتدار کی جود وبخشش کا یہ عالم ہے کہ موسیقاروں، گویوں اور گلوکاروں رقص وسرود کرنیوالی کنجریوں اور رقاصوں تک کو صدارتی ایوارڈ دیئے گئے، تمغوں اور اعزازات القاب وخطاب سے انہیں نوازا گیا۔ سبحان اللہ کیا عالم ہے داد و دہش کا ——— جہاد کی کامیابی وکامرانی اور دشمن اسلام کی سرکوبی کا کریڈٹ فلمی ایکٹرسوں اور قوم کے اخلاق وکردار کے غارتگروں کو دیا جائے۔ اور اگر احساس تک بھی نہ ہو تو قرآن وسنت کے نام پر حاملین کتاب وسنت کی جدوجہد اور قربانیوں کا جن کے قرآن وسنت کے زمزموں اور اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں کے ترانوں سے ملک میں جہاد وشہادت کا غلغلہ بلند ہوا ———

ابھی حال ہی میں وزارت نشریات کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ موسیقاروں اور گلوکاروں کو ۱۸ سونے کے تمغے دینے کے لئے مقابلہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ نیز ملک کے دونوں حصوں کے فنکاروں کو مزید ۹۹ تمغے دیئے جائیں گے۔ جنہوں نے جنگ کے دوران گیت گائے یا ان کی دھنیں بنائیں۔ طاؤس ورباب کی حوصلہ افزائی کے نام پر سرپرستیوں کا یہ عالم ہے کہ دفاع کے نام سے ورائٹی شو ہونے لگے۔ فلمی عورتوں اور مردوں کے کرکٹ میچ کھیلے گئے اور اس سے حاصل شدہ حرام کمائی کو ایک اسلامی ریاست کے دفاعی فنڈ میں جمع کیا گیا۔ یہاں تک کہ